حالانکہ اسلام میں مجرم کی ازدواجی حیثیت کے لحاظ سے سزا میں فرق ہے، کنوارے مجرم کے لیے سزائے موت نہیں۔

جہاں تک زنا بالرضا کا تعلق ہے، یہ تفریق اسلام کے ساتھ کھلا مذاق ہے۔ اسلام کے نام پر حاصل کردہ اس ملک کے باشندوں پر صریح ظلم وزیادتی ہے۔ اس کے مرتکب کے لئے تعزیرات پاکستان کے حوالے سے سزا تجویز کی گئی ہے، جو انگریزوں کے دَور کا رائج قانون ہے۔ گویا رضامندی سے ... نے والی فحاشی بذاتِ خود کوئی جرم نہیں، بلکہ محض خاوند کے ازدواجی حقوق میں جبری مداخلت جرم سمجھی جاتی ہے۔

اسی غیر فطری نظام نے مغرب کی عائلی ومعاشرتی زندگی مادر پدر آزاد کر دی ہے اور وہاں بدکاری عام ہے۔ نظر کو خیرہ کرنے والی ترقی کے باوجود معاشرہ بری طرح رُو بہ زوال ہے، حتیٰ کہ اپنی منکوحہ کے ساتھ بھی اس کی رضامندی کے بغیر حق زوجیت کی کوشش بیچارے خاوند کو تھانہ پہنچا دیتی ہے۔ جبکہ عورت غیر مرد سے میل ملاپ کرائے تو شوہر غریب کو صرف ''حقوق زوجیت میں مداخلت'' کی بنیاد پر دعویٰ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ ﴿فاعتبروا یا اولی الابصار﴾!

دوسرا شق جس میں حکومت ترمیم کرنا چاہتی ہے وہ قانون شہادت ہے۔

مگر حکومت اس قسم کے انتہائی حساس اور خالص اسلامی معاملے کو علماء و دینی مزاج کے دانشوروں اور سنجیدہ طبقوں میں پیش کرنے کے بجائے انہیں میڈیا کے ذریعے نہایت ہی بھونڈے طریقے پر پیش کر کے اپنی نادانی سے متفقہ موضوع کو متنازعہ اور سنجیدہ معاملے کو غیر سنجیدہ بنا دیتی ہے۔

یاد رہے کہ حدود اللہ میں کمی بیشی کا کسی کو اختیار نہیں، نہ قاضی کو معاف کرنے کا اختیار ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ومن یتعد حدود الله فقد ظلم نفسه﴾ ''اور جو کوئی اللہ کے مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرے پس تحقیق اس نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔'' اور مخزومی عورت کی سفارش لے کر حضرت اسامہ رسول پاک ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ ﷺ نے انہیں ڈانٹتے ہوئے فرمایا: ''أتشفع في حد من حدود الله؟!'' پھر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: '' والله لو ان فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت يدها'' کیا تم اللہ کے حدود میں سے کسی حد کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟'' .... ''اللہ کی قسم! اگر محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔''

اسلام میں حکومت تو چھوڑ، رسول اللہ ﷺ خود بھی حدود اللہ میں کوئی نرمی نہیں کر سکتے۔ چہ جائیکہ انہیں معاف کیا جائے یا ان میں ترمیم کی جائے۔ البتہ اغیار کے بنے بنائے قانون، پولیس کے تنفیذی نظام اور حکمرانوں کی سوچ میں تبدیلی لانے کی ضرورت ہے، تاکہ اسلامی حدود وقوانین کے نفاذ کی راہ ہموار ہو سکے۔ اور مخلوق کے بنائے ہوئے قوانین اور نظامہائے تنفیذ کے ناکام تجربات کے بار بار دہرائے جانے کی آفتوں سے بنی نوع انسان کو نجات ملے۔